۱۹۹۶ء کے لیے نوبل پرائز دینے کی سفارش کی ہے۔ اس سے قبل وفاقی کابینہ متفقہ طور پر یہ سفارش کر چکی ہے۔ منتخب وزیر اعظم پاکستان محترمہ بے نظیر بھٹو نے نوبل پیس پرائز کمیٹی کے چیئرمین کو اپنے خصوصی خط میں لکھا ہے کہ اس سال نوبل پرائز حاصل کرنے کے لیے جے۔سالک سے بہتر کوئی شخص اس انعام کا مستحق نہیں۔ انہوں نے جے۔سالک کی انسانیت، جمہوریت، امن اور دنیا بھر کی اقلیتوں کے لیے ان کی گراں قدر خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا کہ انسانی حقوق کے کاز کے لیے ان کی خدمات قابل قدر ہیں اور وہ پاکستانیوں اور قوم کا ضمیر بن چکے ہیں۔" محترمہ بے نظیر گ نے جے۔سالک کی جمہوریت، امن اور اقلیتوں کے حقوق کے لیے جدوجہد کو جن شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے نوبل امن انعام کی سفارش کی ہے، یہ بذات خود پاکستانی قوم، اقلیتوں بالخصوص مسیحیوں کے لیے ایک قابل صد افتخار اور تاریخ ساز فیصلہ ہے جسے دنیا بھر کے روشن خیال حلقوں میں سراہا گیا ہے۔ اب خدانخواستہ جے۔سالک کو کسی وجہ سے یہ نوبل پرائز نہ بھی ملے تو بھی وطن عزیز میں منتخب حکومت کی طرف سے انہیں اس انعام کا مستحق قرار دے کر گویا یہ انعام انہیں دے دیا گیا ہے۔ لہٰذا عوامی حکومت کو چاہیے کہ اب جبکہ وہ خود جے۔سالک کی خدمات کا اعتراف کر چکی ہیں لہٰذا انہیں پاکستان کی طرف سے اعلیٰ ترین سول ایوارڈ پیش کیا جانا چاہیے۔ جس کے وہ بہرحال مستحق اور لائق ہیں۔" (پندرہ روزہ شاداب، لاہور - ۱۵ اپریل ۱۹۹۶ء)

اندرونِ سندھ کے مسیحیوں کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔

"کرسچن ویلفیئر ایسوسی ایشن" کے سربراہ جناب صادق جوزف نے کہا ہے کہ اقلیتوں کے منتخب نمائندے سندھ اور بالخصوص اندرونِ سندھ کی اقلیتی آبادی کو مسلسل نظر انداز کیے ہوئے ہیں۔ چاروں [مسیحی] اقلیتی نمائندوں کا تعلق پنجاب سے ہے اور وہ اپنے علاقوں میں ترقیاتی فنڈ خرچ کر رہے ہیں۔ اندرونِ سندھ کی اقلیتی برادری نے جو پروگرام پیش کیے، اقلیتی نمائندوں نے ان پر توجہ نہیں دی۔ دو برس پہلے وفاقی وزیر جناب جے۔سالک نے لاڑکانہ کے اپنے دورے میں وعدہ کیا تھا کہ ایک کمیونٹی ہال تعمیر کیا جائے گا، مگر اس وعدے کو عملی شکل اختیار کرنا نصیب نہ ہوسکا۔ (روزنامہ "ڈان" کراچی - ۲۳ اپریل ۱۹۹۶ء)

پادری ڈاکٹر کے۔ایل۔ ناصر فوت ہو گئے۔

پاکستان کے مشہور مسیحی فاضل پادری ڈاکٹر کے۔ایل۔ ناصر (کندن لعل ناصر) ۷۸ سال کی عمر میں طویل علالت کے بعد ۷ مئی ۱۹۹۶ء کو گوجرانوالہ میں فوت ہو گئے۔ مسیحی برادری کے داخلی الہیاتی

اختلافات سے قطع نظر پادری ناصر اپنے علم و مطالعہ کے باعث تمام حلقوں میں یکساں عزت و احترام کے مستحق تھے، مگر فرقہ واریت اور تنگ نظری کا نتیجہ ہے کہ پندرہ روزہ "شاداب" (لاہور) کو لکھنا پڑا۔

> یہ بات بلا تامل اور بلا خوفِ تردید کہی جا سکتی ہے کہ ان کے مقام و مرتبہ اور علمیّت کا حامل ایک بھی عالم دین آج برصغیر پاک و ہند میں موجود نہیں، لیکن ایک دانستہ یا غیر دانستہ بے حسی ان کی وفات پر دیکھنے میں آئی۔ اُن کی وفات کی خبر سے کلیسیائی حلقوں کے معمولات میں کوئی فرق نہ آیا۔ گویا کچھ ہوا ہی نہیں۔ ڈاکٹر کے۔ ایل۔ ناصر کے نظریات یا اُن کی کلیسیائی سوچ اور کردار سے اختلاف ممکن ہے، لیکن اُن کے علم و مرتبہ سے تو کسی کو بھی اختلاف نہیں تھا اور نہ ہے۔ پھر اِس بے حسی کا کوئی جواز نظر نہیں آتا، سوائے اس کے، بقول علامہ اقبال یہ کہا جائے کہ
>
> وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
>
> کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

ڈاکٹر کے۔ ایل۔ ناصر ۸ جنوری ۱۹۱۸ء کو پادری بوٹامل کے ہاں نت کلاں (ضلع گوجرانوالہ) میں پیدا ہوئے۔ اُنہوں نے ابتدائی تعلیم جنڈیالہ شیر خان میں حاصل کی۔ ایف۔ اے اور بی۔ اے کے امتحانات بالترتیب مرے کالج سیالکوٹ اور گورڈن کالج راولپنڈی سے دیئے۔ گوجرانوالہ تھیولاجیکل سیمینری سے اعلیٰ مذہبی تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں یونائیٹڈ پریسبٹیرین چرچ کے الٰہیاتی اداروں سے مزید اکتسابِ فیض کیا۔

ڈاکٹر ناصر نے چوپانی خدمات کا آغاز ۱۹۴۰ء کے عشرے میں پسرور سے کیا۔ بعدازاں کوہاٹ میں مقیم رہے۔ اپریل ۱۹۴۷ء میں یو۔پی تھیولاجیکل سیمینری گوجرانوالہ سے بطور استاد منسلک ہوئے۔ ۱۹۵۸ء میں اس ادارے کے پرنسپل بن گئے۔ اُنہیں یہ امتیاز حاصل ہے کہ وہ اِس سیمینری کے پہلے پاکستانی پرنسپل تھے۔

۱۹۶۸ء میں یونائیٹڈ پریسبٹیرین چرچ کے اندرونی اختلافات کے تحت وہ یو۔ پی تھیولاجیکل سیمینری سے الگ ہوگئے اور یونائیٹڈ پریسبٹیرین چرچ (میکنٹائر گروپ) سے وابستہ ہوکر انہوں نے فیتھ تھیولاجیکل سیمینری گوجرانوالہ کی بنیاد رکھی جس کے تادمِ آخر پرنسپل رہے۔

۱۹۴۷ء تا ۱۹۹۶ء کے پچاس سالہ عرصے میں اُن سے سیکڑوں مسیحی منادوں نے استفادہ کیا۔ آج پاکستان کی پروٹسٹنٹ برادری میں کام کرنے مسیحی مناّدوں میں سے کثیر تعداد اُن کے شاگردوں یا شاگردوں کے شاگردوں پر مشتمل ہے۔